سخنان

بسمہٖ سبحانہ

اصلاحِ نفس

بصری حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھے علم سکھائیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ علم ایک نور ہے۔ اللہ تعالیٰ جس دل میں ہدایت پاتا ہے اس میں نور کو داخل کر دیتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے عبادت کا طریقہ بتائیں۔ فرمایا کہ عبادت کے لئے تین شرطیں ہیں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ جان لے کہ تو کسی شے کا مالک نہیں۔ کیونکہ تو خود بندہ ہے اور بندہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خود مملوک ہے اور اسی طرح انسان بھی اس کا مملوک ہے۔ مالکیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا انسان کو چاہئے کہ سب سے پہلے اسے اپنے دماغِ مغرور سے مالکیت کا وہم نکالے تو پھر بندگی کے قابل ہوسکتا ہے ورنہ بندہ بھی نہیں۔ نافرمان غلام کو مالک کبھی نہیں برداشت کرسکتا۔ یا نکال دے گا یا اس کو فروخت کر کے دوسرا غلام خرید لے گا۔ یہی حالت انسان کی ہے کہ وہ تب تک اس کا بندہ ہے جب تک اس کی فرمانبرداری کرے اور بندگی میں رہے ورنہ بندگی سے بھی ساقط۔ جس طرح شیطان نے حکم کا انکار کیا اور بندگی سے خارج، اب وہ خدا کا بندہ نہیں بلکہ ذلیل وخوار اور راندۂ درگاہ ہے اور انسان کی تو یہ حالت ہے کہ اس کی جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کی دشمن ہیں جب تک یہ اللہ کا نافرمان ہے اس کے اعضاء وجوارح بھی اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ جس کی گواہی قرآنِ پاک دے رہا ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ انسان کے سب دعوے جھوٹے ہیں۔ ہر چیز اس دنیا میں عبرت کا باعث ہے۔ ہاتھ پاؤں کا حالت پیری میں جواب دے دینا، اولاد کا قبر میں ڈال کر آجانا، مال کا دنیا میں رہ جانا سب چیزیں باعثِ عبرت ہیں مگر نہیں سمجھتا۔ مقصد حضرت کا یہی کہ سب سے پہلے بندگی اور عبادت کی شرط یہ ہے کہ تو یقین کے ساتھ اس بات کو سمجھ لے کہ تو کسی چیز کا مالک نہیں اور جو کچھ تیرے پاس ہے وہ ملکیت نہیں بلکہ تو اس کا امین ہے اور جس طرح مالک نے اس کے صرف کرنے کا حکم دیا ہے اس کو صرف کر تو تو بندہ ورنہ بندگی سے خارج ہے۔ لہٰذا ہر چیز کا مصرف آلِ محمدؐ نے بتادیا کہ اپنی جان کو اس طرح خرچ کر جس طرح تیرا مالک راضی ہے۔ جیسا کہ کتاب کافی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تین باتوں کا سوال ہوگا، کہ زندگی کو کس طرح بسر کیا، جوانی میں کس چیز کو پسند کیا اور مال کو کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں عبث پیدا نہیں کی گئیں بلکہ ہر چیز کا حساب ہے اور وہ ذات حساب لینے میں کافی ہے، غافل نہیں۔ اے ابن آدمؑ تو ایک قدم نہیں چلتا اور ایک نظر نہیں دیکھتا اور ایک کلمہ زبان سے نہیں کہتا مگر یہ کہ میرے ملائکہ تیرے ساتھ ہیں، لکھ لیتے ہیں چاہے اچھا کرے یا برا۔ اب یہ اللہ کی سی۔ آئی۔ ڈی۔ بھی ساتھ ہے جو انسان کی

ہر حرکت کی نگرانی کرتی ہے، اور انسان غافل ہے اور بڑی لا پروائی سے ان اعضاء و جوارح کو استعمال کرتا ہے۔ گو یا یقین نہیں اگر یقین نہیں تو ایمان نہیں، اگر ایمان نہیں تو نجات مشکل مگر ایسا نہیں ہے، ایمان ہے مگر زبانی، یقین ہے مگر ظنی۔ حالانکہ یہ ان حضرات کی زبان سے جاری شدہ کلمات ہیں جن کی تائید اللہ کی کتاب کرتی ہے کہ وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں۔ اسی لئے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اَلنَّاسُ نِیَامٌ مَاتُوْا انْتَبَهُوْا'' ''لوگ خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ جب موت آئے گی جاگ اٹھیں گے'' حالانکہ یہ بات ہماری عقلوں سے دور ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ دیکھتے ہیں، بولتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں۔ امامؑ فرما رہے ہیں جو موت آئے گی جاگ اٹھیں گے گو یا ہماری حالت علی علیہ السلام جانتے ہیں کہ ہماری غفلت کا کیا حال ہے۔ حالانکہ عزیزوں کا مرنا، احباب کا ہمارے ہاتھوں سے قبروں میں جانا بلکہ اپنے بچوں کو بھی بعض اوقات اپنے ہاتھ سے قبر میں ڈال آتے ہیں مگر پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان بھول میں ہے اور مسئول بھی ہے۔ یہ بھی حضور پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ

''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ''

''تم سب کے سب راعی ہو اور سب پوچھے جاؤ گے اپنی اپنی رعیت کے متعلق''

اور رعیت میں ہر وہ چیز داخل ہے جو انسان کے ماتحت ہے۔ اس کے اعضاء و جوارح، اس کی اولاد وغیرہ مال و منال۔ اور اگر ان کے حق ادا کردے تو سب ٹھیک ورنہ سب دشمن ہو جائیں گے۔ اعضاء و جوارح خلاف گواہی دیں گے۔ اولاد وغیرہ دشمن ہو جائے گی اور گلے میں رسّہ ڈالے گی کہ ہم کو کیونکر بے دین کیا اور اللہ سے غافل رکھا۔ جیسا کہ ہمارے حالات ہیں کہ ہم اولاد کو بے دینی سکھاتے ہیں اور دین سے دور رکھتے ہیں۔ شیطان نے ایسا دلوں میں پھونک رکھا ہے کہ خبردار دین کے پاس نہ جانا ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔ اور دنیا کی عزت جو عین ذلت ہے اس کو ہماری نظروں میں خوب پالش کر کے دکھاتا ہے۔ ہمارے نفوس بھی اس کے جال میں خوب پھنس جاتے ہیں۔ مال کا حق ادا نہ کیا تو وہ دشمن، زکوٰۃ نہ دی تو وہ مال سانپ اور بچھو بن کر کاٹیں گے، مویشی ہوں گے تو وہ ماریں گے، جائیداد ہوگی تو وہ گلے میں ڈال کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اگر دوسرے حق محو ہیں صلۂ رحمی، والدین کا حق، مسافر، یتیم، غریب عزیزوں کا حق۔ امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا واجب کے سوا اور حق بھی مال پر ہے؟ فرمایا ہاں۔ بھوکے کو کھلا، ننگے کو پہنا، حاجتمند کو بولنے سے پہلے دے دے، سائل کو رد نہ کر، زیادتی مال سے قرابتداروں اور مومنوں کے ساتھ سلوک کر۔ فرمایا بلکہ جان سے، روح سے برادر مومن کی اعانت کر۔ اگر تو نے اس کی حاجت پوری نہ کی حالانکہ قدرت رکھتا ہے تو خداوند مہربان تجھے بھی بے پروائی سے جہنم میں ڈال دے گا۔ اور اس کے علاوہ آلِ محمدؐ کا حق خمس ہے جو کہ عام طور پر نہیں دیا جاتا امامؑ فرماتے ہیں جو ہمارا حق کھاتا ہے اور ادا نہیں کرتا، وہ ہمارا خون اور گوشت کھاتا ہے۔ اس کا حشر بھی غاصبین اہلبیتؑ کے ساتھ ہوگا۔ لہٰذا ہر چیز کے متعلق سمجھ لے کہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو پھر انکار نہیں کرے گا اور مالک کے حکم کے سامنے ہر چیز قربان کردے گا کیونکہ جانتا ہے کہ میں بندہ (غلام) ہوں۔

(ادارہ)